ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر

مولانا محمد تقی امینی ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی۔ علیگڑھ

عرصہ سے ریڈیو پر رویتِ ہلال کی خبر کا مسئلہ اہلِ علم کے سامنے پیش ہے۔ لیکن اب تک نہ کوئی اجتماعی فیصلہ ہوسکا اور نہ عوامی خلفشار سے بچنے کی کوئی صورت نکل سکی۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ شاید وہ کچھ مفید ثابت ہوں۔

خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنیکا حکم: قرآن حکیم کی بعض آیتوں سے خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنیکا ثبوت ملتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ؎۱

اے ایمان والو! اگر فاسق (غیر ثقہ) تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

آیت میں فاسق (غیر ثقہ) اور نباء (خبر) دونوں عام ہیں۔

ای فاسق جاءکم بای نباء ؎۲ یعنی جو فاسق جس قسم کی خبر لائے (اسکی تحقیق کرلیا کرو)

؎۱ سورہ حجرات رکوع ۱

؎۲ تفسیر کبیر ج ۳ صفحہ ۵۹

دوسری آیت ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ [1]

اور جب ان کے پاس کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں اگر یہ لوگ اس کو اللہ کے رسولؐ اور اہلِ علم کے حوالہ کر دیتے تو ان میں جو تحقیق کرنے والے ہیں وہ اس کی تحقیق کر لیتے۔

"اولی الامر" سے مراد اہل علم و صاحب فقہ ہیں۔ "اہل العلم والفقہ" [2] اور "جاءھم امر" میں لفظ امر (بات) ہر حادثہ و شرعی واقعہ کو شامل ہے۔

لان الامن والخوف حاصل في كل ما يتعلق بباب التكليف [3]

کیوں کہ امن اور خوف ہر اس چیز میں موجود ہے جس کا تعلق باب تکلیف سے ہے۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل علم دونوں خبر کی تحقیق اور اس کی صحیح حیثیت متعین کرنے پر مامور ہیں۔

ان الرسول واولی الامر كلهم مكلفون بالاستنباط [4]

رسول اللہ اور اہلِ علم دونوں استنباط کے مکلف ہیں۔

صحیح حیثیت کے تعین کیلئے غلبۂ ظن کافی ہے: کسی خبر کی صحیح حیثیت کا تعین اس وقت ہوتا ہے جبکہ تحقیق کے بعد اس سے غلبۂ ظن حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ فقہاء کی درج ذیل تصریحات سے ظاہر ہوتا ہے۔

وغالب الظن عندهم ملحق باليقين وهو الذي يبنى عليه الاحكام [5]

فقہا کے نزدیک غلبۂ ظن یقین کا حکم رکھتا ہے اسی پر شرعی احکام کا مدار ہے۔

---

۱ سورہ نساء رکوع ۱۱ ۔ ۲ قرطبی۔ ۳ تفسیر کبیر ج۳ ص۴۰۱ ۴ ایضاً
۵ الاشباہ والنظائر ص۴۷

دوسری جگہ ہے۔

یعرف ذلک من تفصح کلامہم فی الابواب [1]	یہ بات مختلف ابواب میں تلاش وجستجو سے معلوم ہوتی ہے۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم [2]	ان کی خبر سے علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہوجائے۔

پھر اسکے بعد ہے:

لانہ العلم الموجب للعمل لا العلم بمعنی الیقین [3]	کیوں کہ غلبہ ظن ہی وہ علم ہے جس سے عمل کا وجوب ہوتا ہے۔ علم شرعی سے مراد اس جگہ یقین نہیں ہے۔
غلبہ ظن وہی معتبر ہے جس سے اطمینان قلب حاصل ہوجائے۔	غلبہ ظن اس وقت احکام کا مدار قرار پاتا ہے۔ جب کہ اس سے اطمینان قلب حاصل ہوجائے۔
اما اکبر الرائی وغلبۃ الظن الطرف الراجح اذا اخذ بہ وھو المعتبر عند الفقہاء [4]	اکبر رائے اور غلبہ ظن کسی ایک جانب رجحان کو کہتے ہیں جب کہ اس کو دل قبول کرے۔ فقہاء کے نزدیک یہی معتبر ہے۔
چند فقہی جزئیات جن سے ریڈیو پر خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنے میں مدد ملتی ہے	ذیل میں چند فقہی جزئیات ذکر کی جاتی ہیں جن سے ریڈیو پر خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنے میں مدد

---

[1] الاشباہ والنظائر ص۳۷ [2,3] رد المحتار ج۲ کتاب الصوم ص۹۵

[4] الاشباہ والنظائر ص۳۷

ملتی ہے۔

(۱) سرکاری طور پر جس خبر کے پہنچانے کا انتظام ہو اس کے منادی کی خبر مستند ہے۔ خواہ وہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ ہو۔

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان اوفاسقاً [۱]	بادشاہ (حکومت) کے منادی کی خبر معتبر ہے، خواہ وہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ۔

(۲) شہادت کے ذریعہ جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہو اس میں فرد واحد کی خبر معتبر ہے۔

ولا خلاف فی ان الحکم الثابت بالشہادۃ یجزی فیہ خبر الواحد [۲]	اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس کا فیصلہ شہادت سے ہو چکا ہے۔ اس کے اعتبار کے لئے خبر واحد کافی ہے۔

(۳) سرکاری وغیر سرکاری طور پر خبر کی فائدہ رسانی کے لئے عادۃً کچھ علامتیں طے کرلی گئی ہوں تو ان کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

یلزم اہل القری الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن و غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل [۳]	توپ کی آواز یا روشنی دیکھنے سے گاؤں والوں پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیوں کہ یہ ظاہری علامتیں غلبۂ ظن کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور غلبۂ ظن ایسی حجت ہے جس سے عمل کا وجود ثابت ہوتا ہے

---

[۱] فتاویٰ عالمگیری ج ۶ کتاب الکراہیۃ ص ۲۷ [۲] احکام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۳۶
[۳] رد المختار ج ۲ کتاب الصوم

(۴) جس خبر کی مستند ثبوت (نہ کہ افواہوں) کی بنا پر عام شہرت ہو جائے۔ تو دوسرے شہر والوں کو اس کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

ان الخبر اذا استفاض و تحقق فیما بین اھل البلدۃ الاخریٰ یلزمھم حکم ھذہ البلدۃ [1]

خبر جب شہر کے لوگوں میں مشہور اور ثابت ہو جائے ـــــ تو اس شہر کا حکم دوسرے شہر کے لوگوں پر لازم ہوگا۔

(۵) آسمان صاف ہونے کی صورت میں بھی ایک روایت کے مطابق دو آدمیوں کی شہادت کافی ہے۔ جب کہ ایسی حالت میں دوسری روایت کے مطابق شہادت کے لئے ایک جماعت یا ایسی تعداد ضروری ہے کہ اس کی خبر سے غلبۂ ظن حاصل ہو جائے۔

جیسا کہ سرخسیؒ کہتے ہیں۔

اما اذا لم یکن بالسماء علۃ فلا تقبل شہادۃ الواحد والمثنیٰ حتی یکون امراً مشہوراً ظاہراً فی ھلالِ رمضان وھکذا فی ھلال الفطر فی روایۃ ھذا الکتاب وفی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ رحمھما اللہ تعالیٰ قال تقبل فیہ شہادۃ رجلین

جب آسمان میں ابر وغیرہ نہ ہو تو ایک دو آدمیوں کی شہادت قبول نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ بات مشہور ہو جائے۔ رمضان و عید دونوں کے لئے یکساں حکم ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے محمد کی یہی روایت ہے۔ لیکن حسنؒ کی روایت امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ ایسی صورت میں بھی دو مردوں یا ایک مرد اور

---

[1] ردالمحتار، ج۲ کتاب الصوم ص۹۷

او رجل وامرأتين بمنزلة حقوق العباد [1]	دو عورتوں کی شہادت قبول ہو گی جیسے حقوق العباد میں ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے۔

وبلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبة الظن بخبرھم.........	ابروغیرہ نہ ہونے کی صورت میں شہادت کے لئے ایک بڑی جماعت درکار ہے۔ جس کی خبر سے علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہو جائے۔
وعن الامام انه یکتفی بشاھدین [2]	اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت ہے کہ ایسی حالت میں بھی دو گواہوں کی شہادت کافی ہے۔

ابن نجیمؒ نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے۔

وینبغی العمل علی ھذہ الروایة فی زماننا لان الناس تکاسلت عن ترائی الاھلة [3]	ہمارے زمانہ میں اس روایت پر عمل مناسب ہے کیوں کہ چاند دیکھنے میں لوگ سستی کرنے لگے ہیں۔

ابن عابدینؒ نے کہا ہے۔

انت خبیر بان کثیراً من الاحکام تغیرت لتغیر الازمان ولو اشترط فی زماننا الجمع العظیم لنرم	تم جانتے ہو کہ بہت سے احکام زمانہ کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔ اگر ہمارے زمانہ میں شہادت کے لئے بڑی جماعت شرط ہو تو لوگ دو دو

---

[1] المبسوط للسرخسی ج ۳ کتاب نوادر الصوم صہ ۱۴۰ [2] درمختار کتاب الصوم صہ ۴۸ ج ۳ [3] دار المختار ج ۲ کتاب الصوم صہ ۹۷

ان لا یصوم الناس الا	تین تین دن بعد تک روزہ نہ
بعد لیلتین او ثلاث	رکھیں گے۔ کیوں کہ اس سلسلہ میں
لما ھو مشاھد من تکاسل	لوگوں کی سستی عام طور سے دیکھی
الناس ۱؎	جارہی ہے۔

(۶) اسی طرح آسمان صاف ہونے کی صورت میں شہر سے باہر رہنے والے یا شہر پر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنے والے ایک شخص کی شہادت معتبر ہوگی چنانچہ امام طحاوی کا یہ قول تقریباً فقہ کی تمام بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ مثلاً ہدایہ میں ہے۔

وذکر الطحاوی انه تقبل	طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ایک کی شہادت
شهادة الواحد اذا جاء	قبول ہوگی۔ جب کہ وہ شہر کے باہر سے
من خارج المصر لقلة	آیا ہو۔ کیونکہ وہاں رکاوٹیں کم پائی جاتی
الموانع والیه الاشارة	ہیں۔ کتاب الاستحسان میں اسی کی
فی کتاب الاستحسان وکذا	طرف اشارہ ہے ایسے ہی ایک شہادت
اذا کان علی مکان مرتفع	قبول ہوگی۔ جبکہ شہر میں کسی اونچی جگہ کا
فی المصر ۲؎	رہنے والا ہو۔

فتاوی عالمگیری میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد ہے۔

وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام	طحاوی کے قول پر امام مرغینانی
المرغینانی وصاحب الاقضیة	اور صاحب اقضیۃ و فتاوی صغری
والفتاوی الصغری ۳؎	نے اعتماد کیا ہے۔

۱؎ رد المحتار ج کتاب الصوم ص ۹۷ ۲؎ ہدایہ کتاب الصوم ۳؎ فتاوی عالمگیری ج کتاب الصوم فی رؤیۃ الہلال

اس قول کی المبسوط میں یہ دلیل منقول ہے۔

لانہ یتفق من الرؤیۃ فی الصحاری مالا یتفق فی الامصار لما فیھا من کثرۃ الغبار ولکن لک ان کان فی المصر علی موضع مرتفع فقد یتفق لہ من الرؤیۃ مالا یتفق لمن ھو دونہ فی الاھوقف لہ	شہر میں چوں کہ غبار وغیرہ زیادہ رہتا ہے۔ اس بنا پر ہوسکتا ہے کہ باہر چاند نظر آئے اور شہر میں نہ نظر آئے اسی طرح اونچی جگہ سے چاند دیکھنا جسقدر آسان ہوتا ہے نیچی جگہ سے اسی قدر آسان نہیں ہوتا۔

سطح زمین سے آنکھ کی اونچائی کا تناسب افق حسی (جہاں آسمان وزمین دونوں ملتے نظر آتے ہیں) سے یہ ہے۔

آنکھ کی اونچائی	فاصلہ افق حسی
۶ فٹ	۳ میل
۲۴ فٹ	۶ میل
۹۶ فٹ	۱۲ میل
۳۸۴ فٹ	۲۴ میل

یعنی آنکھ کی اونچائی میں جب چار گنا فاصلہ ہوگا تو افق حسی میں دو گنا ہوتا رہے گا۔

اس کا فارمولا یہ ہے۔

جتنے فٹ اونچا دیکھنا ہو اس عدد کو ۳ سے تقسیم کیا جائے۔ پھر حاصل تقسیم کو حاصل تقسیم میں ضرب دیا جائے۔

لہ المبسوط ج کتاب الاستحسان ص ۱۶۹

پھر حاصل ضرب کو ۶ میں ضرب دیا جائے اب جو حاصل ضرب ہوگا، اتنی ہی فٹوں میں آنکھ کی اونچائی ہوگی۔

مثلاً کوئی شخص دس میل تک دیکھنا چاہے تو دس کو ۳ سے تقسیم کرنے کے بعد $\frac{10}{3}$ آیا پھر $\frac{10}{3}$ کا مربع کیا تو $\frac{10}{3} \times \frac{10}{3} = \frac{100}{9}$ ہوا۔ پھر $\frac{100}{9}$ سے ۶ کو ضرب دیا تو $\frac{200}{3}$ آیا۔ جو ۶۷ فٹ کے برابر ہے۔ یعنی دس میل تک دیکھنے کے لئے آنکھ کی اونچائی ۶۷ فٹ ہونی چاہیے۔

(۷) ایک شخص کی شہادت پر رمضان کے روزے رکھے گئے تھے لیکن کسی وجہ سے ۲۹ تاریخ کو عید کا چاند نہ نظر آیا، تو دوسرے دن (چاند دیکھے بغیر) عید کرنے کی اجازت ہے۔ اس صورت میں بظاہر چاند کا ثبوت ایک شخص کی شہادت کی بنا پر ہو رہا ہے جبکہ عید میں ایک شخص کی شہادت پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ سے جب یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے درج ذیل توجیہہ پیش کی۔

کیف یفطرون بشهادة الواحد قال لا یفطرون بشهادة الواحد بل بحکم الحاکم لانه لما حکم بدخول رمضان ثم امر الناس بالصوم فمن ضرورته الحکم بانسلاخ رمضان بعد مضی ثلاثین یوما [1]

سوال کیا گیا کہ لوگ ایک شخص کی شہادت سے پھر کیسے افطار کریں گے تو امام محمدؒ نے جواب دیا کہ افطار ایک شخص کی شہادت سے نہیں بلکہ حاکم کے حکم سے کریں گے کیونکہ جب حاکم نے روزہ کا حکم دیا تو لازمی طور سے تیس ۳۰ دن گزرنے کے بعد اس کے ختم کرنے کا بھی حکم نکل آئے گا۔

---

[1] المبسوط ج ۳ کتاب الصوم ص ۱۴۰

ریڈیو کی خبر پر غور کرنے کے لئے چند پہلو ان تصریحات کے بعد 'ریڈیو' کی خبر میں چند حیثیتوں سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) "ریڈیو" ایک نئی ایجاد اور خبر رسانی کا آلہ ہے۔ قدیم زمانہ میں خبر رسانی کا کام دوسرے ذرائع (منادی سلطان وغیرہ) سے انجام پاتا تھا۔ اور اب ترقی یافتہ دور میں اونچے پیمانہ پر اس کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔

(۲) "ریڈیو" رویتِ ہلال کی جس خبر کو نشر کرتا ہے۔ اس کی حیثیت شہادت کی نہیں بلکہ اطلاع کی ہوتی ہے جس طرح اور بہت سی باتوں کی وہ عوام کو اطلاع دیتا ہے۔ اسی طرح چاند ہونے یا نہ ہونے کی اطلاع دیتا ہے۔

(۳) "ریڈیو" پر چاند کی جو اطلاع آتی ہے اس کے بارے میں اب تک یہ عمل درآمد چلا آرہا ہے کہ پہلے شہر کے معتمد عالم یا جامع مسجد کے پیش امام سے چاند ہونے یا نہ ہونے کے متعلق معلوم کیا جاتا ہے۔ پھر جیسا وہ کہتے ہیں اس کے مطابق خبر نشر کی جاتی ہے

عالم و پیش امام چاند ہونے کے بارے میں جو بات کہتے ہیں اس کا مدار عام رویت ہوتی ہے یا وہ فیصلہ ہوتا ہے جو شہادت گزرنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے ریڈیو کی اطلاع گویا عام رویت یا فیصلہ کی اطلاع ہوتی ہے۔

(۴) "ریڈیو" کی خبروں کے اعتبار کرنے کا عام رواج (عرف) ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جن خبروں کا تعلق حکومت کی خاص پالیسی سے ہو اور جن کی صحیح اطلاع وہ مناسب نہ سمجھتی ہو۔ وہ عموم سے مستثنیٰ ہیں۔

(۵) "ریڈیو" پر دینی خبروں کا شریعت کے مطابق اہتمام نہ ہونے کے باوجود ان خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔ اور غلبۂ ظن کے بارے میں یہ وسعت ہے کہ اگر ان لوگوں کی خبروں سے بھی حاصل ہو جائے جن کی شہادت عام حالات میں معتبر نہیں ہے تو دینی امور میں اس پر عمل کرنا درست ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے۔

واما غیر مقبول الشہادۃ	جن لوگوں کی شہادت غیر معتبر ہے جیسے
کالکافر والفاسق والصبی	کافر، فاسق، بچہ ان کی خبر پر دینی معاملات
فلعدم الاعتداد بالخبارۃ	میں اس وقت تک اعتبار نہ کیا جائیگا۔
فیما ھو من امور الدیانات	جب تک ان کی سچائی پر غلبہ ظن
مالم یغلب علی الظن	نہ حاصل ہو۔
صدقہ [1]	

فتاوی عالمگیری میں ہے:

یجب ان یعلم بان العمل	یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ دیانات
بغالب الرای جائز فی	معاملات اور خون سب میں غالب
باب الدیانات وفی باب	رائے پر عمل کرنا جائز ہے۔
المعاملات وکذا العمل	
بغالب الرای فی الدماء	
جائز [2]	

غلبہ ظن دو یا تین خبروں سے حاصل ہوجاتا ہے۔ غلبہ ظن (اطمینان قلب) ایک وجدانی امر ہے۔ جو خبر دینے والوں کی کثرت اور خبر دینے کی خاص طرز پر موقوف نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات جم غفیر کی خبر اور مقفیٰ و مسجع عبارت ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ لیکن ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ دو ایک آدمیوں کی خبر قابل اعتبار بن جاتی ہے۔

ایسی حالت میں "ریڈیو" کی خبر سے غلبہ ظن حاصل ہونے کے لئے خبر کی تعداد اور اس کے

---

[1] ردالمحتار ج۱ باب شروط الصلوٰۃ ص ۴۴۸ [2] فتاوی عالمگیری ج۵ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی فی العمل بہ غالب الرای۔

الفاظ کی حد بندی نہایت مشکل امر ہے۔ پھر بھی عموماً ابر کی صورت میں دو اور آسمان صاف ہونے کی صورت میں تین خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ خبریں مختلف ریڈیو اسٹیشن کی ہوں یا ایک اسٹیشن سے کئی جگہ کی ہوں۔ البتہ اس صورت میں چاند کا ثبوت محض ان خبروں سے نہیں بلکہ اس فیصلہ سے سمجھا جائیگا، جو علمار ان خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہونے کے بعد کریں گے۔

امام محمدؒ نے مذکورہ ۶ے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے حاکم کے حکم کو فیصلہ کی بنیاد قرار دیا تھا۔ اب چوں کہ حاکم شرعی موجود نہیں ہیں اس بنا پر دینی معاملات میں علمار انکے قائم مقام ہوں گے۔ اور اگر علمار فیصلہ نہ کریں۔ تو عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق نہ ہوگا۔

اذا خلا الزمان من سلطان	جب کسی زمانہ میں ایسی حکومت
ذی کفایۃ فالامور موکلۃ	نہ رہے۔ جو دینی معاملات کی ذمہ داری
الی العلماء ویلزم الامۃ	لیتی ہو۔ تو یہ معاملات علمار کے سپرد
الرجوع الیھم [1]	ہونگے اور امت کو ان کیطرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

اختلافِ مطالع کی بحث بڑی پُر پیچ ہے

رویت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف مطالع کی بحث کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ بحث اس قدر پُر پیچ ہے کہ اس سے کسی قطعی نتیجہ پر پہنچنا حد درجہ مشکل ہے۔ چنانچہ ابوریحان بیرونی (فن ہیئت کا ماہر) نے کہا ہے۔

ان علماء الھیئۃ مجمعون	علماء ہیئت اس بات پر متفق ہیں کہ
علی ان المقادیر المفروضۃ	رویت ہلال کے عمل میں آنے کے
فی اواخر اعمال رویۃ	لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ

---

[1] الحدیقۃ المحمدیۃ

الهلال هي ابعاد لم يوقف	سب محض تجرباتی ہیں اور مناظر کے
عليها الا بالتجربة وللمناظر	کچھ حسابی حالات ہیں جن کی وجہ سے
احوال هندسية يتفاوت	نظر آنے والی چیز چھوٹی بڑی دکھائی
لاجلها المحسوس بالبصر	دیتی ہے۔
في العظم والصغر وفي الاحوال	فلکی حالات کچھ اس قسم کے ہیں
الفلكية ما اذا تاملها متأمل	کہ جو بھی منصف مزاج ان میں غور
منصف لم يستطع بتّ الحكم	کرے گا وہ رویت ہلال کے ہونے
على وجوب رؤية الهلال	اور نہ ہونے کے بارے میں کوئی قطعی
او امتناعها[1]	فیصلہ نہ کر سکے گا۔

شمس الدین محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ اور دوسرے ماہرین کا فیصلہ یہ ہے۔

فلا سبيل الى التحقيق سوى	سوائے تخمین اور اندازہ کے کوئی یقینی
التخمين والتقريب[2]	بات نہیں کہی جاسکتی۔

چنانچہ پاکستان ۱۹۶۱ء میں کراچی کے محکمہ موسمیات نے ایک ہفتہ پہلے اعلان کیا کہ ۲۹ رمضان جمعہ کے روز غروب آفتاب کے بعد چاند تقریباً اکیس منٹ افق پر دیکھا جاسکے گا۔ لیکن پنجاب یونیورسٹی کی رصدگاہ نے ۲۹ کو اعلان کیا کہ آج (جمعہ کے دن) ہلال کی روشنی اس قدر کم ہوگی کہ معمولی نگاہیں اس کو نہ دیکھ سکیں گی۔[3]

اختلافِ مطالع اعتبار کرنے اور نہ کرنے کی صورتیں۔ اختلافِ مطالع کے سلسلے میں محققین

---

[1] الآثار الباقية عن القرون الخالية ص ۱۹۸ [2] کشف الظنون ج ۲ ص ۹۶۹

[3] ایوننگ اسٹار ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء از رویت ہلال

فقہا اس بات سے متفق ہیں کہ قریب کے شہروں میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے اور دور کے شہروں میں اعتبار کیا جائے۔ لیکن قریب و بعید کے تعین میں فقہا کے درمیان شدید اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے کے اقوال درج ذیل ہیں

(۱) جس مسافت میں قصر کی جاتی ہے (۴۸ میل) وہ بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۱]

(۲) جس جگہ تک مطلع میں اتحاد ہے وہ قریب ہے اور جس جگہ سے مطلع بدل جائے وہ بعید ہے۔ [۲]

(۳) ایک ماہ یا اس سے زیادہ کی (پیدل چلنے کے لحاظ سے) مسافت (اندازہ ۴۸۰ میل شرعی) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۳]

(۴) چوبیس ۲۴ فرسخ سے کم (تقریباً ۸۲ میل انگریزی اور ۷۲ میل شرعی) قریب ہے اور اس سے زیادہ بعید ہے۔ [۴]

(۵) خراسان واندلس کے درمیان کا فاصلہ (تقریباً ۳ ہزار میل) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۵]

(۶) مدینہ اور شام کے درمیان کا فاصلہ (تقریباً ۴ سو میل) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۶]

(۷) مبتلیٰ بہ جس کو قریب سمجھے وہ قریب ہے اور جس کو بعید سمجھے وہ بعید ہے۔ [۷]

(۸) ایک ملک کے تمام شہر آپس میں قریب ہیں۔ اور دوسرا ملک بعید ہے۔ [۸]

---

[۱] نووی شرح مسلم کتاب الصوم باب لکل بلد رؤیتھم [۲] تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی باب ماجاء لکل اہل بلد رؤیتہم [۳] رد المحتار ج۲ کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع۔
[۴] ایضاً [۵] تحفۃ الاحوذی [۶] ترمذی کتاب الصوم حدیث کریب۔ [۷] العرف الشذی شرح ترمذی باب ماجاء ان الصوم لرؤیۃ الہلال والافطار لہ [۸] تحفۃ الاحوذی

(۹) اسلامی حکومت کے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہیں۔ یعنی اگر خلیفۃ المسلمین شہادت کی بناء پر چاند تسلیم کرلے۔ تو اس کی مملکت کے تمام شہروں میں چاند تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ؎۱

ایک دن فرق سے کم میں اختلاف کا اعتبار نہ ہوگا۔ (۱۰) کسی جگہ کی رویت دوسری جگہ تسلیم کرنے میں اگر ایک دن کا فرق لازم آئے تو اختلافِ مطلع کا اعتبار ہوگا۔ اور اس سے کم اختلاف کا اعتبار نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں ۲۹ کے بجائے ۲۸ اور ۳۰ کے بجائے ۳۱ دن کا مہینہ ہوسکتا ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ ؎۲

یہ فرق اختلاف رویت کے لحاظ سے ہے ہیئت کے لحاظ سے نہیں ہے۔ ایک دن کا فرق عموماً حجاز، مصر، الجیریا، اسپین، فرانس، انگلستان، اور امریکہ وغیرہ ممالک میں پیش آتا ہے۔ یہ فرق اختلافِ رویت کے لحاظ سے ہے فنِ ہیئت کے لحاظ سے نہیں ہے۔ یعنی رویت ہلال میں مختلف مقامات پر ایک دن کا فاصلہ ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ اس کا تعلق بلاد کے طول و عرض سے ہے۔ جب کہ ہیئت کا طول و عرض سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ ہیئت کے لحاظ سے جب القمر الجدید "New Moon" ہوگیا تو وہ پوری دنیا کے لئے ہوا۔ اس کے متعین لمحہ میں کسی جگہ کوئی فرق نہ ہوگا۔ البتہ اس لمحہ میں دنیا کی گھڑیوں کے اوقات ضرور مختلف ہوں گے۔

ہیئت کے لحاظ سے القمر الجدید اس وقت ہوتا ہے جب کہ سورج اور چاند (نیرین) کی تقویموں میں صرف صفر کا فرق ہو۔ (مزید تحقیق و تفصیل کے لئے فنِ ہیئت کا مطالعہ ضروری ہے۔

؎۱ تحفۃ الاحوذی ؎۲ فتح الملہم شرح مسلم باب بیان ان لکل بلد رویتہم۔

ایک دن سے کم فرق والے ممالک میں ایک دن عید کرنے کی گنجائش۔ رویت کے لحاظ سے (ریڈیو کی خبر سے فیصلہ کی صورت میں) ان سب ممالک میں ایک دن عید کرنے کی گنجائش نکلتی جن میں ایک دن کا فرق نہیں لازم آتا۔ چناں چہ ہندوستان و پاکستان میں چونکہ ایک دن کا فرق نہیں ہے اس بنا پر دونوں جگہ عید ایک دن کی جا سکتی ہے۔

ہندو پاک کے اوقات میں فرق کا نقشہ ہندو پاک کے مختلف شہروں کے اوقات میں فرق کی تفصیل یہ ہے:

چٹاگانگ میں نصف النہار (زوال) کے وقت ۱۲ بجے ہیں تو مندرجہ ذیل شہروں میں زوال کے وقت چٹاگانگ کی گھڑی میں درجہ ذیل اوقات ہوں گے۔

ڈھاکہ میں زوال	۱۲ بجکر ۶ منٹ	۶ منٹ بعد
کلکتہ 〃 〃	۱۲ بجکر ۱۴ 〃	۱۴ 〃 〃
پٹنہ 〃 〃	۱۲ بجکر ۲۷ 〃	۲۷ 〃 〃
بنارس 〃 〃	۱۲ بجکر ۳۵½ 〃	۳۵½ 〃 〃
الٰہ آباد 〃 〃	۱۲ بجکر ۴۰ 〃	۴۰ 〃 〃
لکھنؤ 〃 〃	۱۲ بجکر ۴۴ 〃	۴۴ 〃 〃
کانپور 〃 〃	۱۲ بجکر ۴۶ 〃	۴۶ 〃 〃
مدراس 〃 〃	۱۲ بجکر ۴۶½ 〃	۴۶½ 〃 〃
حیدرآباد 〃 〃	۱۲ بجکر ۵۳½ 〃	۵۳½ 〃 〃
دہلی 〃 〃	۱۲ بجکر ۵۸½ 〃	۵۸½ 〃 〃
لاہور 〃 〃	۱ بجکر ۱۰½ 〃	۷۰½ 〃 〃
بمبئی 〃 〃	۱ بجکر ۱۶½ 〃	۷۶½ 〃 〃
کراچی 〃 〃	۱ بجکر ۳۹½ 〃	۹۹½ 〃 〃

جس وقت کراچی میں زوال کا وقت ہوگا۔ اس وقت چٹاگانگ کی گھڑی میں ابجکر ۳۹½ منٹ ہوں گے یعنی کراچی میں چٹاگانگ سے ۹۹½ منٹ بعد زوال ہوگا۔ اس طرح ڈھاکہ و کراچی میں ایک گھنٹہ ۳۴ منٹ کا فرق ہوتا ہے۔

چاند کے ثبوت میں عام فقہا کے نزدیک ہیئت کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر ایک ہی عرض البلد میں کوئی دو شہر ہیں۔ تو مذکورہ فرق طلوع و غروب میں بھی ہوگا۔ ورنہ جیسا عرض البلد میں فرق ہوگا۔ اس کے لحاظ سے اختلاف ہوگا۔

ہیئت کے لحاظ سے اگرچہ ساری دنیا میں ایک دن عید منائی جاسکتی ہے۔ لیکن عام فقہا اس کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

واتفق الائمۃ الاربعۃ علی انہ لا اعتبار بمعرفۃ الحساب والمنازل [۱]	چاروں اماموں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ چاند کے ثبوت میں حساب اور منازل کا اعتبار نہیں ہے۔

دوسری جگہ ہے:

ولا عبرۃ بقول الموقتین [۲]	چاند کا وقت بتانے والوں کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔

البتہ امام سبکیؒ شافعی کے بارے میں ہے۔

وللامام السبکی الشافعی تالیف مال فیہ الی اعتماد قولہم [۳]	امام سبکیؒ شافعی کی ایک تصنیف ہے جس میں ان کا رجحان موقتین کے قول پر اعتماد کی جانب ہے۔

اسی طرح ابن شریح کے بارے میں ہے۔

---

[۱] کتاب المیزان للشعرانی الجزء الاول کتاب الصیام [۲] ردالمحتار ج مطلب ولا عبرۃ بقول الموقتین۔ [۳] ردالمحتار۔

الا فی وجہ عن ابن شریح بالنسبۃ الی العارف بالحساب[۱]	ماہرین فن کی بات ماننے کے لئے ابن شریح کی جانب منسوب (عام فقہا کے خلاف) ایک وجہ ہے۔

لیکن محققین فقہا نے ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی ہے[۲]

امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی توجیہہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اس بنا پر کسی حصہ میں بھی رویت ہونے سے ساری دنیا میں (بہ شرط شرعی ثبوت) عید منائی جا سکتی ہے۔

ولا عبرۃ لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایۃ[۳]	ظاہر الروایۃ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

حتی لو رؤی فی المشرق لیلۃ الجمعۃ وفی المغرب لیلۃ السبت وجب علی اہل المغرب العمل بما رآہ اہل المشرق[۴]	یہاں تک کہ اگر چاند مشرق میں جمعہ کی رات اور مغرب میں سنیچر کی رات کو دیکھا گیا تو مغرب والوں پر مشرق والوں کے مطابق عمل واجب ہے۔

امامؒ صاحب کا یہ مسلک رویت کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ البتہ ہیئت کے لحاظ سے صحیح ہے جس کا انکے نزدیک اعتبار ثابت نہیں ہے ـــــ ظاہر حالت میں اس مسلک کی صرف ایک توجیہہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ خلیفۃ المسلمین کسی جگہ کی رویت کی بنا پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دے۔ اور پھر اختلاف مطالع کی بحث ختم ہو کر یہ فیصلہ ساری دنیا کے لئے قابل عمل قرار پائے۔ ع

---

[۱] کتاب المیزان [۲] ردالمحتار [۳] فتاوی عالمگیری ج ۱، کتاب الصوم الباب الثانی فی رویۃ الہلال۔ [۴] ردالمحتار ج ۲ باب اختلاف المطالع۔ ع مطالع کی بحث میں محترم حاجی احسان الحق صاحب ایم ایس سی ریٹائرڈ لیکچرر طبعیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے بہت مدد ملی ہے۔ وہ فن ہیئت پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔